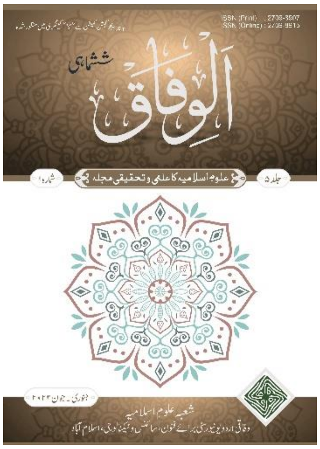

Al-Wifaq Research Journal of Islamic Studies
Volume 5, Issue 1 (January - June 2022)
eISSN: 2709-8915, pISSN: 2709-8907
Journal DOI: https://doi.org/10.55603/alwifaq
Issue Doi: https://doi.org/10.55603/alwifaq.v5i1
Home Page: https://alwifaqjournal.com/
Journal QR Code

Indexing

Article

ختم نبوت کے تقاضے قرآن وسنت کی روشنی میں

Requirements of the Finality of Prophethood in the light of the Quran and the Sunnah

Authors: Dr. Salahuddin Sani Al-Azhari [1], Mufti Hafiza Toba Sani [2]

Affiliations: [1] Pakistan Shipowners Government College, North Nazimabad, Karachi. Pakistan.
[2] University of the Karachi, Karachi, Pakistan.

Published: 30 June 2022

Article DOI: https://doi.org/10.55603/alwifaq.v5i1.u9

QR Code

Citation: Al-Azhari, Salahuddin Sani, Dr., and Toba Sani, Hafiza, *"Requirements of the Finality of Prophethood in the light of the Quran and the Sunnah"* Al-Wifaq, June 2022, vol. 5, no. 1, pp. 143–157

Copyright Information: ختم نبوت کے تقاضے قرآن وسنت کی روشنی میں Requirements of the Finality of Prophethood in the light of the Quran and the Sunnah © 2022 by Dr. Salahuddin Sani Al-Azhari & Mufti Hafiza Toba Sani is licensed under CC BY 4.0

Publisher Information: Department of Islamic Studies, Federal Urdu University of Arts Science & Technology, Islamabad, Pakistan.

ختم نبوت کے تقاضے قرآن وسنت کی روشنی میں

Requirements of the Finality of Prophethood in the light of the Quran and the Sunnah

*پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی

** مفتی حافظہ طوبیٰ ثانی

Abstract

The belief in the Finality of Prophethood is the belief on which the foundation of Islam stands, even a slight crack in this faith is enough to destroy Islam. The Prophet (PBUH) is a universal Prophet and He came with the universal book and law.

We have described four reasons for the End of Prophethood in this article. Although the Finality of Prophethood is proved by 110 Quranic verses, some of its examples are presented in the article. And it has also been proved through Ahadees-e-Mutawatira.

According to the famous saying, one lac and twenty-four thousand Prophets and messengers were sent to guide the people in the world. A question arises here that no prophet came after The Last Prophet Muhammad (SAWW) the Messenger of Allah, so how can the Ummah be guided now? We have answered this question in the article that prophethood has ended but its influence continues even today in the form of the caliphate, true dream, and Mujaddid scholars (Ulama).

We have also described the types of deniers of the end of prophethood in the article and made it clear that no type of denial is acceptable. A great war was fought in the history of Islam against the claimant of the end of Prophethood, Musailma Qazab, 28000 Muslims were martyred. Islam always teaches moderation; therefore, Islam has always taken the path of dialogue so that the claimants of prophethood can take the right path.

Prophet (peace be upon him) is the last and universal prophet. After them, anyone who claims prophethood and his followers are all disbelievers, but not every follower is liable to death.

Key words:

Prophet Muhammad (SAW), Ummah, Finality of Prophethood, Faith, Islam

آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے لئے نبی مکرم ہیں۔ آپؐ کی حیات مبارکہ

*پرنسپل، پاکستان شپ اونرز گورنمنٹ کالج نارتھ کراچی؛ صدر، گورنمنٹ کالجز پرنسپلز ایسوسی ایشن آف سندھ، پاکستان

**پی ایچ ڈی ریسرچ اسکالر، جامعہ کراچی، کراچی

تمام عالم کے لیے مشعل راہ ہے کہ اسی روشنی کے زیر سایہ رہتے ہوئے انسان اپنی اصل منزل مقصود کو پہنچ سکتا ہے۔ اسلام کی عمارت جس بنیاد پر کھڑی ہے وہ ختم نبوت کا عقیدہ ہے، اس رکن میں معمولی سی دراڑ بھی اس عمارت کو منہدم کرنے کے لیے کافی ہے۔ کچھ لوگ مختلف تاویلات کے ذریعے مدعیان نبوت کی نبوت کے جواز کا راستہ نکالنے کی کوشش کرتے رہے ہیں لہذا اس زاویے پر تحقیق وقت کی ضرورت ہے کہ ایسی کوئی رائے یا تاویل قابل قبول نہیں ہے۔ مقالہ ہذا میں عقلی و نقلی دلائل کے ذریعے ہم نے اصل موقف کو ثابت کیا ہے اور ختم نبوت کے تقاضوں کو واضح کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی پیغمبرانہ خصوصیات میں سب سے اہم اور نمایاں خصوصیت آپ ﷺ کا امام الانبیاء، سید المرسلین اور خاتم النبیین ہونا ہے۔ آپ ﷺ کی دعوت، آپ ﷺ کا پیغام آفاقی ہے۔ آپ ﷺ بنی نوع آدم اور پورے عالم انس و جن کے لئے دائمی نمونۂ عمل اور خاتم الانبیاء بنا کر مبعوث فرمائے گئے۔ آپ ﷺ پر دین مبین کی تکمیل کر دی گئی۔ پوری انسانیت آپ ﷺ کی امت اور آپ ﷺ پوری انسانیت کے لئے بشیر و نذیر بنا کر مبعوث فرمائے گئے ہیں۔ انبیائے کرام علیہم السلام کی بعثت کن حالات میں ہوئی، اور وہ کیا تقاضے تھے، جن کے پیش نظر دنیا کے مختلف تاریخی ادوار و اقوام میں انبیائے کرام علیہم السلام کو بھیجا گیا؟ سیرت کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ صرف چار حالتیں ایسی ہیں، جن میں انبیائے کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا گیا۔

1. کسی خاص قوم میں نبی بھیجنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ اس میں پہلے کبھی کوئی نبی نہیں آیا تھا یا کسی دوسری قوم میں آئے ہوئے نبی کا پیغام اس قوم تک نہیں پہنچ سکا تھا۔
2. نبی بھیجنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ پہلے گزرے ہوئے نبی کی تعلیم قوم نے بھلا دی تھی یا اس میں تحریف کر دی تھی اور اب اس کی پیروی کرنا ناممکن ہو گیا تھا۔
3. پہل گزرے ہوئے نبی کے ذریعے مکمل تعلیم و ہدایت لوگوں کو نہیں ملی تھی اور تبلیغ دین اور شریعت کی تشریح و تعبیر کے لئے مزید کسی نبی کی ضرورت تھی یا نبی کا پیغام اور شریعت نامکمل تھی۔
4. ایک نبی کے ساتھ اسی عہد میں اس کی مدد کے لئے ایک اور نبی کی حاجت تھی، لہذا نئے نبی بھیجے گئے۔

ظاہر ہے مندرجہ بالا وجوہ میں سے کوئی ایک وجہ نبی بھی اکرم ﷺ کی بعثت، آپ ﷺ کی ختم نبوت اور تکمیل دین و شریعت کے بعد اب باقی نہیں رہی ہے۔ لہذا آپ کے بعد کسی نبی کو نہیں بھیجا گیا۔

ختم نبوت قرآن کی روشنی میں:

ختم نبوت اور تکمیل دین رسالت محمدی ﷺ کا امتیاز اور بنیادی خصوصیت ہے۔ آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس پر تمام پیغمبرانہ نعمتوں کا خاتمہ ہو گیا اور نبوت و رسالت کا سلسلہ منتہی ہو گیا، اب دنیا کسی نئے نبی اور نئے آنے والے وجود سے

مستغنی ہو گئی۔ اسی لئے قرآنِ کریم نے عہدِ نبوی ﷺ کے سب سے بڑے مجمع عام میں یہ اعلان کیا کہ آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی، اور اسلام کو دین کی حیثیت سے میں نے تمہارے لئے پسند کیا۔[1]

یہ آیت ۹ ذی الحجہ ۱۰ ہجری کو نازل ہوئی، اس میں اس بات کی بشارت تھی کہ نبوت جس کا مقصد دین کی جماعت میں کسی نہ کسی اینٹ کا اضافہ تھا، وہ آج تکمیل کو پہنچ گئی۔ اس ابدی حقیقت کی وضاحت قرآنِ کریم کی اس آیت میں بہ تمام و کمال کر دی گئی، ارشادِ ربانی ہے۔

"وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا۔"[2]

"اور ہم نے آپ ﷺ کو تمام انسانوں کے لئے خوش خبری سنانے والا اور آگاہ کرنے والا بنا کر بھیجا۔"

آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کی آفاقیت اور عالمگیریت کے حوالے سے ارشادِ ربانی ہے:

"قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا۔"[3]

"کہہ دیجئے، اے لوگو! میں تم سب لوگوں کی طرف اللہ کا پیغام دے کر بھیجا گیا ہوں۔"

پوری کائنات اور عالم انسانیت کو آپ ﷺ کے ابدی اور مثالی پیغام کا مخاطب ارشاد ہوا:

"تَبٰرَكَ الَّذِىْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا۔"[4]

"برکت والا ہے وہ اللہ، جس نے حق و باطل میں امتیاز کرنے والی کتاب اپنے بندے (ﷺ) پر نازل کی تاکہ وہ دنیا جہاں کے لئے ہوشیار و آگاہ کرنے والا ہو۔"

قرآن کریم کی تقریباً ۱۱۰ آیات ہیں کہیں دلالۃ النص سے، کہیں اشارۃ النص سے، کہیں اقتضاء النص سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں، اس میں سورہ الاحزاب:۴۵، سورہ المائدہ:۵، سورہ الاعراف:۱۵۸، سورہ النساء، سورہ سبا، سورہ المائدہ:۶۷، سورہ التوبۃ:۳۳، سورہ الاحزاب:۲۱، وغیرہ سے آپ ﷺ کی خاتمیت اظہر من الشمس ہے۔

ختم نبوت حدیث کی روشنی میں:

ہادیِ آخر و اعظم، سید عرب و عجم حضرت محمد ﷺ پوری انسانیت کے ہادی بنا کر مبعوث فرمائے گئے، آپ ﷺ کی بہت سی احادیث میں اس ابدی حقیقت کو بیان کیا گیا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

"بُعِثْتُ إِلَى كُلِّ أَحْمَرَ وَأَسْوَدَ"[5]

"میں کالے اور گورے (مشرق و مغرب) تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔"

ایک موقع پر آپ ﷺ نے اپنی پیغمبرانہ خصوصیت کے حوالے سے ارشاد فرمایا:

"يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، إِنِّي بُعِثْتُ لَكُمْ خَاصَّةً وَإِلَى النَّاسِ بِعَامَّةٍ"[6]

"اے عبد المطلب کی اولاد! میں تمہارے لیے خاص اور عمومیت کے ساتھ تمام انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔"

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

عَنْ جَابِرُ بِنْ عَبْدُ الله رضي الله عنه وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً، وَبُعِثْتُ إِلى الناس عامة "[7]

"انبیاء کرام کسی خاص قوم کی طرف مبعوث کئے گئے جبکہ میں تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔"

"عن أبي هريرة رضي الله أن رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بُنْيَانًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ. إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ مِنْ زَوَايَاهُ. فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ وَيَعْجَبُونَ لَهُ وَيَقُولُونَ: هَلَّا وُضِعَتْ هَذِهِ اللَّبِنَةُ! قَالَ فأنا اللبنة. وأنا خاتم النبيين" [8]

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: میری اور مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے بہت ہی حسین و جمیل محل بنایا، مگر اس کے کسی کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، لوگ اس کے گرد گھومنے اور اس پر عش عش کرنے لگے اور یہ کہنے لگے کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ لگا دی گئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں وہی (کونے کی آخری) اینٹ ہوں اور میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں۔"

"عَنْ ثَوْبَانَؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ الله ﷺ: إِنَّهٗ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ كَذَّابُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي" [9]

"حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ: میری اُمت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے، ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

"عَنْ أَنَسِبْنِ مَالِكٍؓقَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدْ اِنْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَانَبِیَّ۔ "[10]

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: رسالت و نبوت ختم ہو چکی ہے، پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔"

سَمِعَ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "أَنَا

مُحَمَّدٌ. وَأَنَا أَحْمَدُ. وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يُمْحَى بِيَ الْكُفْرُ. وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى عَقِبِي. وَأَنَا العاقب". والعاقب الذي ليس بعده نبي"[11]

"حضرت محمد بن جبیر بن معطم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی (مٹانے والا) ہوں کہ میرے ذریعے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائیں گے، اور میں حاشر (جمع کرنے والا) ہوں کہ لوگ میرے قدموں پر اُٹھائے جائیں گے، اور میں عاقب (سب کے بعد آنے والا) ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

ان تمام احادیث مبارکہ سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں، آپ ﷺ کے بعد اس کے اجراء کی کوئی صورت نہیں۔ البتہ خلافت ولایت، تجدید اور خوابوں کے ذریعہ فیضان نبوت جاری رہے گا۔ اس فیض کی پیش گوئی بھی خود آپ ﷺ نے فرمادی ہیں۔

فیضان نبوت کی پہلی صورت سچے خواب ہیں

جتنی شدت سے ختم نبوت کی وضاحت کی گئی، اتنی ہی شدت سے یہ سوال بھی پیدا ہوا کہ امت کی رہنمائی و حوصلہ افزائی کیسے ہو گی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا اب نبوت باقی نہیں رہی سوائے مبشرات کے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مبشرات کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اچھے خواب۔[12]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگو! مبشرات نبوت میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہا سوائے نیک خوابوں کے جسے مسلمان خود دیکھے یا کوئی دوسرا اس کے لئے دیکھے۔[13]

نبوت کے اہل بھی حامل نبوت نہ ہو سکے

آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب ہوتے۔[14] آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہو جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔[15]

فیضان نبوت کے اجراء کی دوسری صورت خلافت ہے

احادیث مبارکہ سے یہ ثابت ہے کہ اب کوئی شخص خلیفۃ الرسول تو ہو سکتا ہے مگر نبی نہیں۔ اور خلیفہ بھی ختم نبوت کے تقاضوں کی تکمیل کا ذمہ دار ہو گا۔ مزید فرمایا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں حضور علیہم السلام نے فرمایا: بنی اسرائیل کی قیادت خود ان کے انبیاء کیا کرتے تھے، جب کسی نبی کی وفات ہوتی

تھی تو اس کی جگہ دوسرا نبی آتا تھا، لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں، البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ یعنی یہ سلسلہ جاری رہے گا۔[16]

فیضان نبوت کے اجراء کی تیسری صورت مجدد علماء کی آمد ہے

بنی اسرائیل میں غیر تشریعی انبیاء آتے تھے جو موسیٰ علیہم السلام کی شریعت کی تجدید کرتے تھے، مگر آنحضرت ﷺ کے بعد ایسے انبیاء علیہم السلام کی آمد بھی بند ہے، البتہ مجدد دینِ اُمّت ضرور آئیں گے، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ اس اُمّت کے لئے ہر صدی پر ایسے لوگوں کو کھڑا کرے گا جو اس کے لئے دین کی تجدید کریں گے۔[17] شیخ محمد سرہندی کو اسی مناسبت سے مجدد الف ثانی کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

منکرین ختم نبوت سے سلوک:

حضور ﷺ کی بعثت کے ساتھ باب نبوت مسدود ہو چکا ہے۔ اس لئے اب کسی شخص کو منصب نبوت پر متمکن نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ اگر کوئی شخص نبوت ورسالت کا دعویٰ کرتا ہے تو حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق وہ دجال، کذاب اور جھوٹا ہے۔ حضور ﷺ نے نہ صرف جھوٹے مدعیان نبوت کے بارے میں پیشگی اطلاع دے دی، بلکہ آپ ﷺ نے تو ان کی تعداد ۳۰ کہہ کر اشارہ کر دیا کثیر ہوں گے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو گی جب تک تیس دجال اور کذاب پیدا نہ ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔[18] علامہ ابن خلدون علیہ الرحمہ کے حوالہ سے نقل کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ کے وصال کے بعد امت محمدیہ میں جو پہلا اجماع ہوا، وہ عقیدہ ختم نبوت ہے اور جو دعویٰ نبوت کرے اس کو قتل کیا جائے۔[19] اسود عنسی مدعی نبوت حضور ﷺ کے حکم سے قتل کیا گیا، مسیلمہ کذاب نے بھی عہد نبوی میں نبوت کا دعویٰ کیا اور عہد صدیقی میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت ان کے خلاف جہاد کیا گیا، مسیلمہ کے چالیس ہزار کے لشکر میں سے ۲۸ ہزار قتل ہوئے خود بھی قتل ہوا اسی عہد میں طلحہ نے بھی نبوت کا دعویٰ اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اسے بھی انجام تک پہنچایا۔[20] خلیفہ بن عبد الملک کے عہد میں حارث نے نبوت کا دعویٰ کیا، خلیفہ نے علماء کے فتاویٰ کے مطابق سولی کا حکم دیا، خلیفہ ہارون رشید نے بھی اپنے زمانہ کے مدعی نبوت کے ساتھ یہی معاملہ کیا۔

منکرین ختم نبوت کی سرکوبی کیلئے اسلامی افواج کی تشکیل

مورخ طبری کے مطابق، قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ جب اسامہ رضی اللہ عنہ اور ان کی فوج نے آرام کر لیا تازہ دم ہو گئیں، تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مہماتی فوجیں تیار کیں اور گیارہ جماعتیں مقرر کر کے ان کو گیارہ امیروں کی قیادت میں گیارہ نشانوں علامات کے ساتھ مرتدین کے مقابلے کے لئے روانہ کیا، جس کی تفصیل یہ ہے:

۱۔ ایک نشان خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کو دیا اور ان کو حکم دیا گیا کہ وہ پہلے طلحہ بن خویلد کے مقابلے پر جائیں اس سے فارغ ہو کر بطاح میں مالک بن نویرہ سے جا ملیں اگر وہ اس وقت تک ان کے مقابلے پر جما ہوا ہو تو مل کر لڑیں۔

۲۔ ایک نشان عکرمہ بن ابی جہل کو دیا گیا اور ان کو مسیلمہ کذاب کے مقابلے کا حکم دیا گیا۔

۳۔ ایک نشان مہاجر بن ابی امیہ کو دیا گیا، اور ان کو حکم دیا گیا کہ وہ عنسی کی فوجوں کا مقابلہ کریں۔ نیز قیس بن مکشوح اور اہل یمن کے مقابلے میں جو مسلم فوج بر سر پیکار ہے، ان کی امداد کریں اور اس سے فارغ ہو کر کندہ کے مقابلے کے لئے حضر موت چلے جائیں۔

۴۔ ایک نشان سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو دیا گیا، جو اسی زمانے میں یمن سے اپنی خدمت چھوڑ کر آئے تھے ان کو حمقتین بھیجا جو شام کی سرحد پر ہے۔

۵۔ ایک نشان عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کو دیا اور ان کو قضاعہ، ودیعہ اور ارث کی مرتد جماعتوں کے مقابلے میں جانے کا حکم دیا۔

۶۔ ایک نشان حیفہ بن محض الغلفانی کو دیا اور ان کو "دیا" کے لوگوں سے مقابلے پر بھیجا۔

۷۔ ایک نشان عرفجہ بن ہرثمہ کو دیا اور ان کو مہرہ جانے کا حکم دیا اور ہدایت کی کہ یہ دونوں مہرہ میں ایک جگہ جمع ہو جائیں، مگر جو جو علاقے ان کے سپرد کئے گئے ہیں، ان میں وہ ایک دوسرے پر امیر رہیں گے۔

۸۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے شرجیل رضی اللہ عنہ بن حسنہ کو عکرمہ بن ابی جہل کے پیچھے روانہ کیا اور حکم دیا کہ یمامہ سے فارغ ہو کر تم قضاعہ کے مقابلے پر جانا اور مرتدین سے جنگ کے موقع پر تم ہی اپنے لشکر کے آزاد امیر رہو گے۔

۹۔ ایک نشان طریفہ بن حاجز کو دیا اور ان کو حکم دیا کہ وہ بنی سلیم اور ان کے ساتھی ہوازن کا مقابلہ کریں۔

۱۰۔ ایک نشان سوید بن مقرن کو دیا اور ان کو حکم دیا کہ وہ یمن کے علاقہ تہامہ کی طرف جائیں۔

۱۱۔ ایک نشان علاء بن الحضرمی کو دے کر ان کو بحرین جانے کا حکم دیا۔ یہ امراء ذی القصہ سے اپنی اپنی سمت روانہ ہو گئے۔[21]

اتنی بڑی لشکر کشی اس مسئلہ کی اہمیت کو سمجھنے کے لئے کافی ہے۔

منکرین ختم نبوت کی اقسام اور ان سے سلوک

آپ ﷺ نے منکر نبوت مسیلمہ سے بات چیت کے ذریعہ مسئلہ کا حل نکالنا چاہا، یہی وجہ ہے اس کے سفراء سے ملاقات سے انکار نہیں کیا، یہ ضرور پیغام دیا کہ اس جرم کی سزا قتل ہے اور اس کے سفراء کو جانے دیا، بلکہ ایک انصاری

صحابی حبیب بن زید بن عاصم کو مسیلمہ سے گفتگو کے لئے یمامہ بھیجا جسے اس نے انتہائی بے دردی سے شہید کر دیا۔[22]
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مرتدین کے نام جو خط لکھا ہے اس سے بھی واضح ہوتا ہے، انہوں نے بغیر لڑائی کے اصلاح کی کوشش کی، لیکن مدعیان نبوت کے حوصلے مسلسل بڑھ رہے تھے اور وہ اپنی پیروی نہ کرنے والوں کو مسلسل نشانہ بنارہے تھے، قتل کر رہے تھے، لہٰذا ایسے افراد کے خلاف طاقت سے جواب دیناضروری ہو گیا تھا، لہٰذا ایسے افراد کے خلاف بھرپور طاقت کا مظاہرہ کیا گیا اور لشکر روانہ کرنے کے ساتھ خود ابو بکر رضی اللہ عنہ اس کی کمانڈ کرنے مدینہ سے نکلے تاکہ دشمنوں کا حوصلہ توڑا جاسکے، لیکن اکابر صحابہؓ کے اصرار پر خود واپس مدینہ آ گئے۔[23]

منکرین ختم نبوت کو پانچ طبقوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ مدعی نبوت۔

۲۔ لڑائی کرنے والے پیروکار۔

۳۔ توبہ کرنے والے پیروکار۔

۴۔ لڑائی سے توبہ کرنے والے لیکن اپنے عقیدہ پر قائم رہنے والے۔

۵۔ لڑائی کے نتیجہ میں گرفتار ہونے والے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مدعیان نبوت کو غیر مسلم قرار دیا اور غیر مسلموں کی طرح معاملات کئے جو مدعی نبوت تائب ہوا، اس کو معاف کر دیا گیا، جیسے طلیحہ اسدی کی توبہ اور سجاح بنت حارث کی توبہ قبول کی گئی۔[24] جنہوں نے مقابلہ کیا، انہیں قتل کیا گیا اور عورتوں بچوں کو قیدی بنایا گیا، طلیحہ کے متبعین میں کچھ ایسے تھے جنہوں نے توبہ نہیں کی، البتہ لڑائی سے دست بردار ہو گئے، ایسے لوگوں کو نہ گرفتار کیا گیا نہ قتل، جیسا کہ بخاری کے حوالہ سے ایک روایت بیان کی گئی ہے۔ یزید بن شریک فزاری روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ بزاخہ سے فارغ ہوئے تو میں اسد غطفان کے وفد میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، بنو اسد اور بنو غطفان کے بعض لوگوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی بیعت کی، اور بعض نے ان کی بیعت نہیں کی تھی۔ وہ چھپ چھپا کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: "حرب مجلیۃ" اور "سلم مخزیۃ" میں سے جسے چاہوں پسند کر لو۔ خارجہ بن حسن نے کہا: ”حرب مجلیہ تو میں جانتا ہوں، سلم مخزیہ (ذلیل کن صلح) کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”سلم مخزیہ یہ ہے کہ اس بات کا اقرار کرو کہ ہمارے مقتول جنت میں جائیں گے اور تمہارے مقتول جہنم میں جائیں گے۔ اور جو کچھ تم نے ہم سے چھینا ہے، وہ واپس کرو اور جو کچھ ہم نے لیا ہے، وہ واپس نہیں کریں گے۔ نیز ہمارے مقتولین کی دیت ادا کرو۔ ہر مقتول کی دیت ایک سو اونٹ ہو گی، جن میں چالیس حاملہ اونٹنیاں ہوں گی۔ تم سے پھر جنگی سامان گھوڑے اور ہتھیار لے لیں گے، اور تم جنگلوں میں اونٹ چرا کر گزارہ کرو۔ یہ

حالت اس وقت تک رہے گی، جب تک اللہ تعالیٰ تمہارے بارے میں اپنے نبی ﷺ کے خلیفہ اور ایمانداروں کو کوئی نئی بات نہیں سمجھاتا، یا جب تک تم اس دین میں واپس نہ آجاؤ، جس کو چھوڑا ہے۔ خارجہ نے کہا: یا خلیفہ رسول اللہ ﷺ! ہمیں منظور ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "تم پر اللہ تعالیٰ کا عہد اور میثاق ہے کہ تم دن رات قرآنِ کریم پڑھو گے، اپنے بچوں کو سکھاؤ گے اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ سے انکار نہیں کرو گے"۔ سب بولے "ہمیں منظور ہے" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: "اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ! آپ نے جو کچھ فرمایا ہے، درست ہے لیکن مسلمان مقتولین کی دیت کے متعلق جو کہا ہے صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں شہید ہوئے ہیں، اور شہیدوں کی دیت نہیں ہوتی"۔ اس پر سب حاضرین نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تصدیق کی پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے جتنے گھوڑے اور ہتھیار مل سکے، اپنے قبضہ میں لے لئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ اب ان میں اسلام پختہ ہو گیا ہے تو وہ سارا مال ان کے مالکوں کو واپس کر دیا اور جو مر گئے تھے ان کا سامان ان کے وارثوں کے حوالہ کیا۔ یہ اصل واقعہ طارق بن شہاب کی روایت سے مختصراً صحیح بخاری میں مذکور ہے۔[25] یہ بھی امکان ہے کہ تعزیری سزا کے طور پر ان کے ساتھ یہ معاملہ کیا گیا ہو۔ جو لوگ گرفتار ہوئے تھے، ان میں سے جو مسلمانوں کے قتل میں ملوث تھا اسے قتل کر دیا گیا جو ملوث نہیں تھا، اسے غلام ولونڈی بنالیا گیا۔

یہ سلوک مسلم باغیوں کے سلوک سے مختلف ہے اس لئے کہ مسلم باغیوں کے عورتوں بچوں کو غلام بنانے کی اجازت نہیں ہے، بلکہ فقہاء نے باغیوں سے چھینے گئے، اسلحہ کی واپسی کی رائے دی ہے، جس سے واضح ہوتا ہے، منکرین ختم نبوت باغیوں کے حکم میں شامل نہیں ہیں، لیکن کیا ان کے ساتھ مرتد جیسا سلوک ہو گا، عام مؤرخین وفقہاء کی یہی رائے ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو مرتد اور منکرین ختم نبوت میں بھی فرق ہے، مرتد اسلام کو چھوڑ کر کسی اور دین کو اختیار کر لیتا ہے وہ کوئی آسمانی دین بھی ہو سکتا ہے، جبکہ مدعی نبوت براہ راست نبوت محمدیہ ﷺ کے مدمقابل آتا ہے۔ اس لئے جو مدعی نبوت ہے وہ واجب القتل ہے، لیکن جو اس کے متبع ہیں یا اولاد ہیں کیا وہ بھی واجب القتل ہیں یا ان کا شمار عام کافروں میں ہو گا اس پر دونوں آراء موجود ہیں، زیادہ بہتر یہ ہے کہ انہیں عام کافروں میں شمار کیا جائے، اسی طرح اقوام عالم کے قوانین کا احترام بھی ہو گا اور ناحق وقتاً فوقتاً ہونے والی خون ریزی کا خاتمہ بھی ہو گا، جیسا کہ آپ ﷺ نے اپنے زمانہ کے عالمی قوانین کا لحاظ رکھتے ہوئے مسیلمہ کے سفراء کو قتل نہیں کیا یا جیسے فقہاء کرام نے بین الاقوامی معاملات اور دار الحرب میں سود کے حوالہ سے لین دین کے جواز کی رائے دی ہے۔ مسیلمہ نے اپنا سفیر عبادہ بن حارث اور اس کے ساتھ ایک اور فرد کو آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجا، جس کی گفتگو کو آپ ﷺ نے سخت ناپسند کیا، لیکن فرمایا:

"لولا أنَّ الرُّسلَ لا تُقتَلُ لضربتُ أعناقَكُما"[26]

"اگر قاصدوں کا قتل ممنوع نہ ہوتا تو میں تم دونوں کی گردن اڑا دیتا۔"

مسیلمہ کذاب کا معاملہ قابل ذکر ہے۔ یہ شخص رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا منکر نہ تھا بلکہ اس کا دعویٰ تھا کہ اسے حضور ﷺ کے ساتھ شریک نبوت بنایا گیا ہے، اس لئے حضور ﷺ کی وفات سے پہلے اس نے جو عریضہ آپ ﷺ کو لکھا تھا اس کے الفاظ یہ ہیں:

"من مسيلمة رَسُول اللَّهِ إلى محمد رَسُول اللَّهِ سلام عليك، فإني قد أُشركت فِي الأمر معك"[27]

"مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ پر سلام ہو۔ میں آپ ﷺ کے ساتھ نبوت کے کام میں شریک کیا گیا ہوں۔"

مؤرخ طبری نے یہ روایت بھی بیان کی ہے کہ مسیلمہ کے ہاں جو اذان دی جاتی تھی اس میں اشہد ان محمد رسول اللہ کے الفاظ بھی کہے جاتے تھے بلکہ وہ نماز بھی پڑھتا تھا۔ مگر اس اقرارِ رسالت کی صراحت اور عبادت الٰہی کے باوجود اس کو کافر اور خارج از ملت قرار دیا گیا اور اس سے جنگ کی گئی۔[28] اعترافِ نبوت کے باوجود صحابہ کرامؓ نے اس مسیلمہ کو مسلمان تسلیم نہیں کیا اور ان پر فوج کشی کی۔

پاکستان کے قادیانیوں سے سلوک

پاکستان کے قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار ہیں یہ دنیا بھر میں ڈھنڈورا پیٹتے ہیں کہ پاکستان میں ان کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض واقعات میں زیادتی کا ارتکاب کیا گیا جیسے کچھ عرصہ قبل بغیر کسی اشتعال کے ان کی عبادت گاہ پر مسلح حملہ کیا گیا، اور ناحق خون بہایا گیا، ملکی آئین اور بین الاقوامی قوانین کی رو سے ان کی جان مال آبرو کا تحفظ حکومت وقت پر لازم ہے، بلکہ دیگر غیر مسلم ذمیوں کی طرح ان کے تمام حقوق کا بھی تحفظ ہونا چاہئے۔ غالباً اس غلط فہمی کی وجہ مرتدین سے متعلق فقہاء کا نقطہ نظر ہے جس پر مزید غور و فکر کی ضرورت ہے۔ مولانا یوسف لدھیانوی شہید قادیانیوں کے حوالہ سے سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"منکرین ختم نبوت کے لئے اسلام کا اصل قانون تو وہی ہے جس پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عمل کیا (قتل)، پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ان کی جان و مال کی حفاظت کرنا ان کے ساتھ رعایتی سلوک ہے لیکن اگر قادیانی اپنے آپ کو غیر مسلم اقلیت تسلیم کرنے پر آمادہ نہ ہوں، بلکہ مسلمان کہلانے پر مُصر ہوں، تو مسلمان حکومت سے یہ مطالبہ کر سکتے ہیں کہ ان کے ساتھ مسیلمہ کذاب کی جماعت کا سا سلوک کیا جائے۔"[29]

یعنی قتل عام کیا جائے، جو کہ ایک غیر محتاط رائے ہے۔ جب ایک شخص اس ملک کا شہری ہے تو ایک شہری سے اس کے حقوق بالخصوص زندگی کا حق چھیننا درست نہیں، بلکہ اسے وہ تمام حقوق حاصل ہونے چاہئے جو ایک غیر مسلم کو

اسلامی مملکت میں حاصل ہیں۔ غالباً یہی وجہ ہے ۳۳ علماء کے دستخطوں سے منظور ہونے والی قرار داد میں خود علماء نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کے لئے پنجاب اسمبلی میں ایک نشست مختص کی جائے اور اس پر عمل بھی ہوا۔[30] غالباً اس کا مقصد یہی تھا کہ قادیانی ملک کے شہری کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریوں کو ادا کریں اور ذمہ دار شہری بنیں، ملک میں انتشار و فساد کا سبب نہ بنیں۔ معلوم ہوا ہے بہت سے لوگ اسلام لانے اور اس پر عمل پیرا ہونے کے بعد مرتد ہو گئے ہیں۔ ان کو یہ ہمت اس لئے ہوئی کہ انہوں نے اللہ کے متعلق غلط اندازہ قائم کیا ہوا ہے اور وہ اس کے طریقہ کار سے واقف نہیں اور انہوں نے شیطان کے گمراہ کرنے کو قبول کیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ۭ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۭ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا۔"[31]

"اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا آدم کو سجدہ کرو انہوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے وہ جن تھا اس لئے اس نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی تو اب کیا تم اسے اور اس کی جماعت کو میرے سوا اپنا مالک بناتے ہو، حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں، راہ راست سے ہٹنے والوں کو یہ بہت برا معاوضہ ملا۔"

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۭ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ"[32]

"بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اسے اپنا دشمن ہی سمجھو۔ اس کی جماعت تم کو اس لئے اغوا کرتی ہے کہ تم دوزخ میں جاؤ۔"

اس قرآنی آیت کے تناظر میں یہ بات واضح ہے کہ شیطان امت محمدیہ کا دشمن ہے کہ وہ ہر ممکن کرتا ہے کہ مسلمانوں کے بنیادی عقائد میں رخنہ ڈالے۔ یہ شیطان کا دکھایا ہوا راستہ ہی تھا جو مرزا غلام احمد قادیانی نے اختیار کیا۔ خود بھی گمراہ ہوا اور اپنے پیروکاروں کو بھی گمراہ کیا۔ پاکستان میں رہنے والے قادیانیوں نے اپنے طرز عمل سے اس بات کو ثابت کیا کہ وہ امت امسلمہ سے ہٹ کر ایک الگ گروہ ہیں۔ نہ وہ مسلمانوں کی نماز میں شریک ہوتے ہیں، نہ کسی ختم نبوت کے اقرار کرنے والے کا جنازہ پڑھتے ہیں اور نہ ہی ان کے ساتھ شادی بیاہ کے رسوم و رواج رکھتے ہیں۔ لہٰذا ان کے عقائد کی بنیاد پر انہیں غیر مسلم قرار دیا جانا عین اسلامی تعلیمات کے مطابق ہے۔ اور جب انہیں غیر مسلم قرار دے دیا جائے تو پھر ریاست کی ذمہ داری کہ انہیں اسلامی شعائر اختیار کرنے سے روک دیا جائے۔ لہٰذا ہمارے پاس کوئی معقول وجہ نہیں رہ جاتی کہ انہیں مسلمانوں سے ایک الگ جماعت شمار کیا جائے۔ اور ان کو اسلامی شعائر پر عمل کرنے سے روک دیا جائے۔

ختم نبوت کے تقاضے

نبی کریم ﷺ کی ذات سے محبت ہر مسلمان کے دل میں رچی بسی ہے ختم نبوت ﷺ پر بھی تمام مکاتب فکر متفق ہیں، لیکن ختم نبوت کے تقاضوں پر یا تو ان کی توجہ نہیں ہے یا وہ افراط تفریط کا شکار ہیں یا پھر ان تقاضوں پر غور وخوض نہیں کیا ہے۔

آج ایک طبقہ وہ ہے جس نے مساجد و مدارس کو آباد کیا ہوا ہے، ان کا خیال ہے اس فریضہ کی ادائیگی کے بعد قومی و ملی ذمہ داری سے سبکدوش ہو گئے ہیں۔

دوسرا طبقہ وہ ہے جس نے مجالس ذکر و خانقاہیں آباد رکھی ہوئی ہیں، ان کا خیال ہے لوگوں کے دکھ درد کا مداوا تعویذوں، خواب کی تعبیروں، استخارہ کی نشستوں سے اور وظیفوں کی تلقین کر کے وہ تمام امور سے بری ہو گئے اور مذہبی ذمہ داریوں کو ادا کر چکے ہیں۔

تیسرا طبقہ وہ ہے جن کا خیال ہے تبلیغ کا فریضہ محدود ذرائع سے ادا کرنے کے بعد ختم نبوت کے تقاضوں سے عہدہ برآں ہو گئے۔

چوتھا طبقہ وہ ہے جن کا خیال ہے میلاد کے جلوس نعت کی محافل منعقد کر کے کنڈے کی بجلی سے گھر و گلیوں میں چراغاں کر کے انہوں نے نبوت کے تقاضوں کی تکمیل کر لی ہے۔

محدود مطالعہ و تحقیق کے سبب محدود سوچ اور فکر وجود میں آتی ہے، اور حقیقی ذمہ داریوں سے راہ فرار کا ذریعہ بنتی ہے، جس پر از سر نو ہمیں غور کرنا ہو گا، اور ختم نبوت کے تقاضوں کو پورا کرنا ہو گا، تب ہی اپنے دعووں میں سچے کہلانے کے مستحق ہوں گے۔

ختم نبوت کے تعلیمی و تبلیغی تقاضے و تجاویز

اللہ تعالیٰ نے متعدد آیات میں انبیاء کے مقاصد بعثت کو بیان کیا ہے اور انبیاء علیہم السلام نے تعلیم، تبلیغ و اصلاح کے ذریعہ اس فریضہ کو ادا کیا ہے، ختم نبوت کا تقاضا ہے علماء و اہل علم اس ذمہ داری پر توجہ دیں، آج ملک کے نظام تعلیم کا قبلہ ہی درست نہیں، ہم یہی فیصلہ نہیں کر سکے کہ ملک میں تعلیم کی کون سی زبان ہو گی، اور کون سا نصاب تعلیم پڑھایا جائے گا، اہل علم کی ذمہ داری ہے اسلام کے تناظر میں عہد حاضر کی مناسبت سے نیا نظام تعلیم تیار کریں اور ایسے تعلیمی ادارے قائم کریں، جہاں سے کلرک کے بجائے ملک و ملت کے خدمت گار طلباء و ریسرچ اسکالرز تیار ہوں۔ تبلیغ کے حوالہ سے میں تفصیلاً لکھ چکا ہوں، جس سے استفادہ کیا جا سکتا ہے اس کے لئے تمام جدید ذرائع کو استعمال کیا جائے[33] مولانا یوسف لدھیانوی شہید نے برطانیہ میں ایک سوال کے جواب میں فرمایا: میں سمجھتا ہوں کہ اشاعت اسلام کے لئے ٹی وی اور سیٹلائٹ سے پروگرام پیش کرنے کے بارے میں غور کرنا چاہیے۔[34]

ختم نبوت کے قانونی تقاضے و تجاویز

ملک میں ہر شہری کو پوری آزادی و حقوق حاصل ہونے چاہئیں، خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم، کسی کو مذہبی اختلاف کے سبب کسی طور پر بھی نشانہ بنانا اسلامی تعلیمات کے مطابق نہیں ہے، دوسرا اہم پہلو یہ ہے کہ عوام کو یہ حق قطعاً حاصل نہیں کہ وہ خود الزام لگائیں اور خود ہی سزا کا نفاذ کریں، یہ حکومت کی ذمہ داری ہے جسے اس کو ادا کرنا چاہئے، ایک غیر مسلم جرم کرتا ہے، ابھی جرم ثابت بھی نہیں ہوا، سزا پوری بستی کے غیر مسلموں کو دی جاتی ہے یا دیگر غیر مسلموں کو دی جاتی ہے، یہ اسلامی تعلیمات اور عدل کے خلاف ہے، جس کا سختی کے ساتھ خاتمہ ہونا چاہئے۔ اسپین میں عیسائیوں نے اہانت رسول کی ایک تحریک چلائی تھی، جس میں کوئی عیسائی فدائی جج کے سامنے پیش ہوتا اور اہانت رسول کا مرتکب ہوتا تھا، کسی متعلقہ جج یا فرد نے کبھی سزا نہیں دی، بلکہ اس پر باقاعدہ مقدمہ چلتا اور اسے قتل کیا جاتا تھا، ۶۳ سے زائد افراد اس عمل سے گزرے، پاکستان میں بھی غیر مسلموں کو مکمل قانونی تحفظ فراہم کیا جانا چاہئے، تاکہ وہ محب وطن شہری کی حیثیت سے زندگی گزار سکیں۔

نتائج تحقیق

قرآنی آیات اور متواتر احادیث سے ثابت ہوتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ البتہ نبوت کا فیض، خلافت، سچے خواب، اور مجددعلماء کی صورت میں قیامت تک جاری رہے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری اور تمام عالم کے لیے نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں آپ علیہ السلام کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ختم نبوت کا انکار کرنے والوں کی پانچ قسمیں ہیں مگر کوئی بھی قابل قبول نہیں ہیں۔ بلکہ سب کافر ہیں خواہ مدعی نبوت ہو یا اس کے پیروکار ہوں۔ واللہ اعلم بالصواب

حواشی و حوالہ جات

1۔ سورۃ المائدہ:5/3

2۔ سورۃ سبا:34/28

3۔ سورۃ الاعراف:7/158

4۔ سورۃ الفرقان:25/1

5۔ احمد بن حنبل، امام، مسند الإمام أحمد بن حنبل، مُسْنَدُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، تحقیق: شعیب الأرنووط - عادل مرشد، وآخرون، مؤسسۃ الرسالۃ، 1421ھ/2001م، حدیث نمبر:2256

6۔ احمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل، مُسْنَدُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، حدیث نمبر:1371

7۔ بخاری، أبو عبد اللہ محمد بن إسماعیل، صحیح البخاری، کتاب التیمم، محقق: د. مصطفی دیب البغا، دار ابن کثیر، دمشق، 1414ھ/1993م، حدیث نمبر:328، 1/128

8۔ مسلم بن الحجاج، أبو الحسین، القشیری، صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب ذکر کونہ ﷺ خاتم النبیین، محقق: محمد فؤاد عبد الباقی، مطبعة عیسی البابی الحلبی وشرکاہ، القاھرۃ، 1373ھ، حدیث: 2286

9۔ الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی، ابواب الفتن، باب ماجاء لا تقوم الساعة حتی یخرج کذابون، تحقیق: أحمد محمد شاکر و محمد فؤاد عبد الباقي وغیرہ، شرکة مکتبة ومطبعة مصطفی البابي الحلبي، مصر، 1395ھ/1975م، حدیث:2219

10۔ الترمذی، جامع الترمذی، ابواب الرؤیا، باب ذھبت النبوۃ وبقیت المبشرات، حدیث:2272

11۔ مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الفضائل باب اسماء النبی ﷺ، حدیث نمبر:2354

12۔ الترمذی، سنن الترمذی، کتاب الرؤیا، باب ذہبت النبوۃ، حدیث:2273

13۔ مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب النھی عن قرأۃ القرآن فی الرکوع والسجود، حدیث:479

14۔ الترمذی، سنن الترمذی، أبواب المناقب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث نمبر:3686

15۔ البخاری، صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوہ تبوک، حدیث نمبر:4154

16۔ البخاری، صحیح البخاری، کتاب الانبیاء، باب ماذکر عن بنی اسرائیل، حدیث نمبر:3268

17۔ أبو داود سلیمان بن الأشعث الأزدي السجستاني، سنن أبي داود، کتاب الملاحم (1)، باب مایُذکَرُ فِي قَرْنِ المِئَةِ، تحقیق: شعیب الأرنؤوط - محمد کامل قرہ بللي، دار الرسالة العالمیة، 1430ھ/2009م، حدیث نمبر: 4291

18۔ بخاری، صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، حدیث نمبر:3413

19۔ کاندھلوی، مولانا محمد ادریس اسلام اور مرزائیت کا اصولی اختلاف، ماہنامہ مسیحائی، نارتھ ناظم آباد کراچی، اکتوبر، نومبر 2010، ج13، ش:11-10، ص36-41

20۔ بلاذری، أحمد بن یحیی بن جابر بن داود، فتوح البلدان، دار ومکتبة الھلال، بیروت، 1988م، ص94-102

21۔ مدنی، محمد عبد اللہ، حضرت ابو بکر کے فیصلے، مشتاق بک کارنر، الکریم مارکیٹ اردو بازار، لاہور، ص192، 193

22۔ ابن عبد البر، أبو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر، الاستیعاب في معرفة الأصحاب، تحقیق: علي محمد البجاوي، الناشر: دار الجیل، بیروت، 1412ھ/1992م، 1/320

23۔ مدنی، محمد عبد اللہ، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے فیصلے، ص152، 153

24۔ مدنی، محمد عبد اللہ، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے فیصلے، ص153، 154

25۔ مدنی، محمد عبد اللہ، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے فیصلے، ص154، 155

26۔ ابوداوٗد، سنن أبو داوٗد، کتاب الجھاد (1)، باب فی الرسل حدیث:2761

27۔ ابن جریر طبری، محمد بن جریر بن یزید، تاریخ الرسل والملوک المشھور بہ تاریخ الطبری، دار التراث، بیروت، 1387ھ، 3/146

28۔ ایضاً، 3/274

29۔ لدھیانوی، مولانا محمد یوسف، تحفہ قادیانیت، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، کراچی، 2010، 1/103

30۔ مودودی، ابو الاعلیٰ، قادیانی مسئلہ، اسلامک پبلیکیشنز لاہور، دسمبر 2010، ص334

31۔ سورۃ الکہف:18/50

32۔ سورۃ فاطر:35/6

33۔ تفصیل کے لئے دیکھئے:"اسلام کی تبلیغ میں تاجروں کا کردار" مکتبہ یادگار شیخ الاسلام پاکستان، 2010؛"" اعتدال پسندی اور تبلیغ "علوم اسلامیہ انٹرنیشنل کا سیرت النبی نمبر، ج6، ش11، جولائی 2009

34۔ لدھیانوی، تحفہ قادیانیت، 1/305